ہدیہ کیلیے
تجارت نہیں

صحیح اسلامی عقیدہ

سماحة الشيخ العلامة
عبدالعزيز بن عبدالله بن باز
رحمه الله

یہ کتاب ایک فاعل خیر کے تعاون سے چھپی ہے

ہدیے کے لیے
قیمۃ نہیں

صحیح اسلامی عقیدہ

الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ کی تمام تر تالیفات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی قرآنی تصریحات اور توضیحات احادیث کے ساتھ آئینہ داری کرتی ہیں۔ ان کی زیر نظر تالیف، "العقیدہ الصحیحہ و ما یضادھا" عربی زبان میں قرآن و سنت کے دلائل و براہین کی مطابقت اور عقیدہ توحید ربانی کی وضاحت پر ایک ایسا گنج گراں مایہ ہے جو ہر مسلمان کے لیے توشہ آخرت اور ایمان و عمل کی اصلاح کا ضامن ہے۔

اس کتاب کی اسی افادیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے اردو میں منتقل کیا گیا ہے تاکہ اردودان طبقہ نہ صرف اس کی خصوصیات سے آگاہ ہوسکے بلکہ اس کے مطالعے سے ان غیر شرعی عقائد کی زد سے بھی اپنے آپ کو بچاسکے، جن کے باعث کلمہ طیبہ پر ایمان رکھنے والے مسلمان بھی صحیح اسلامی عقیدے سے ناواقفیت کی بنا پر دانستہ یا نادانستہ گمراہی کی جانب چلے جاتے ہیں۔

ہمارے ادارے کی تمام تر نشر و اشاعت کا مقصد یہی ہے کہ ہم اپنے وسائل اور ہمت کے مطابق زیادہ سے زیادہ خدمتِ اسلام کا کام کریں

اور گم کردہ راہوں کے لیے اسلام کے صحیح اصولوں اور درست عقائد کے ساتھ ان کی تعلیم کا فریضہ انجام دے سکیں۔ آج کی ملت اسلامیہ پر تہذیبِ غیر اور تعلیمِ مغرب کے اثراتِ بد کچھ اس انداز سے مرتب ہورہے ہیں کہ ہمارا مجموعی اسلامی مزاج مسخ ہوتا جارہا ہے اور ہمارے عقیدہ و عمل میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں۔ ہمارے اسلاف نے جو میراث ہمارے لیے چھوڑی تھی، وہ ہم قرآن و سنت کی تعلیمات سے نافہمی کی وجہ سے فراموش کرتے جارہے ہیں، اور بت شکنی کے بجائے تہذیبِ حاضر کے نئے نئے صنم تراشنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اگر چہ یہ بات اپنی جگہ کسی حد تک ایک حقیقت رکھتی ہے کہ دورِ حاضر کی تعلیم وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اور ہم تک پہنچنے والی تعلیم ہمیں اس دور کی مجموعی ضروریات کا احساس دلاتی ہے جس سے ہم اقوامِ غیر کے دوش بدوش چلنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں لیکن۔

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لیکے آئی ہے مگر تیشہ فرہاد بھی ساتھ

چنانچہ جدید تعلیم نے اپنی افادی حیثیت کے ساتھ ساتھ بے راہروی اور غیر اخلاقی اقدار کو بھی جنم دیا ہے۔ خصوصاً ہندوانہ عقائد اور ان کے دیومالائی اثرات نے عقیدہ و عمل کو بری طرح مسخ کیا ہے۔

ہم خدا پرستی کے بجائے خدا نافراموشی کے طریق عمل پر گامزن ہیں۔ ہم کتاب و سنت پر ایمان رکھتے ہوئے بھی کتاب و سنت کی اصل تعلیمات سے ناشناس ہیں۔

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعلیمات اللہ جل شانہ کی توحید کے اقرار پر مبنی ہیں اور حق یہ ہے کہ ہم اس سے ایک قدم بھی آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ جس نے توحید کی ابدیت اور رسالت کی حقیقت کو جان لیا، اس نے دین کا صحیح راستہ اختیار کیا اور جو اس سے بے بہرہ رہا، وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوا۔ یہی اصل ایمان اور یہی اصل دین ہے۔ ہماری ساری طاقتیں، ہماری سب توانائیاں اس عقیدے کے بغیر بے روح ہیں۔ آئیں! ہم اپنی روح کو توانا کرنے کے لیے کتاب و سنت کے راستے پر گامزن ہوجائیں تاکہ دنیا و آخرت ہماری فلاح و کامرانی کی ضامن ہو۔ آمین!

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد (مدیر مسئول)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسّلام علی من لا نبی بعدہ

وعلیٰ آلہ و صحبہ

ملت اسلامیہ کی بنیاد دین اسلام کو صحیح عقیدے کے ساتھ اختیار کرنا ہے۔ لہٰذا آج میری عرضداشت کا مقصد بھی یہی ہے۔ جو بات کتاب و سنت کے دلائل و براہین سے واضح اور مسلّم ہے، وہ یہ ہے کہ انسان کے وہ اقوال و افعال بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوں گے جس کی اساس صحیح عقیدے پر رکھی گئی ہو۔ صحیح عقیدے کے بغیر ہر عمل بیکار ہے اور اللہ کے ہاں اس کا کوئی درجہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ۝۵

اور جو کسی نے ایمان کی روش پر چلنے سے انکار کیا تو اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہوجائیگا اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہوگا۔ وَلَقَدۡ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ وَاِلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝۶۵

تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی جانب یہ وحی بھیجی جاچکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہوجائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔

قرآن حکیم کی بہت زیادہ آیتیں اس مفہوم کی ترجمانی کرتی ہیں۔
اللہ تعالیٰ کی کتاب مبین، اور سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جس صحیح عقیدے کے خدو خال واضح ہوتے ہیں، وہ اجمالی طور پر یہ ہیں. اللہ تعالیٰ پر ایمان. اس کے فرشتوں، اسکی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز آخرت پر اور اس بات پر ایمان کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے. ان چھ ارکان پر صحیح عقیدے کی اساس ہے جس کے استحکام کے لیے اللہ کی کتاب نازل ہوئی ہے اور اسی کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

اللہ اور اس کے رسول نے جن پوشیدہ امور کی خبر دی ہے اور جن پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے سب کی سب انہی چھ بنیادی ارکان کی تفسیر و ترجمانی ہے جو کتاب و سنت کے ذریعے کی گئی :- ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کرلیے، یا مغرب کی طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور ملائکہ کو اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل

سے مانے.

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ

رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کرلیا ہے. یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ "ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے."

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝

اے لوگو جو ایمان لائے ہو. ایمان لاوَ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کرچکا ہے. جس نے اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت سے کفر کی،ا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝

کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے؟ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے۔ اللہ کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں۔

ان اصولوں کی دلیل میں صحیح حدیثیں بھی کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً وہ مشہور حدیث جس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع صحیح میں امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ "ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر، اور اس بات پر کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے" یہ حدیث امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

ایک مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کے حق میں، آخرت کے متعلق اور اس کے علاوہ غیب سے متعلق تمام ان عقائد پر ایمان رکھنا ضروری ہے جن کی تائید کتاب و سنت سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس بات پر ایمان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق اور عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کا خالق، ان کا محسن،

ان کو رزق عطا کرنے والا، ان کے ظاہر و باطن سے واقف اور اپنے فرمانبرداروں کو جزائے خیر اور نافرمانوں کو سزا دینے پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن اور انسانوں کو عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اور ان کو اس پر کاربند رہنے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝

میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔ میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تو خود ہی رازق ہے بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔

اے لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں، ان سب کا خالق ہے۔ تمہارے بچنے کی یہی صورت ہوسکتی ہے۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا۔ آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیے رزق بہم پہنچایا۔ پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مدّمقابل نہ ٹھہراؤ۔

چنانچہ تعلیم و تبلیغ اور اس کی منافی چیزوں سے ڈرانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اوراس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کردیا کہ اللہ کی بندگی کرو. اور طاغوت کی بندگی سے بچو

اور سورہ انبیاء میں فرمایا:-

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾

ہم نے تم سے پہلے جو بھی رسول بھیجا ہے اس کو یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو.

اور سورہ ہود میں فرمایا:- كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ﴿۲﴾

جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے کہ تم بندگی نہ کرو مگر صرف اللہ کی. میں اس کی طرف سے تم کو خبردار کرنے والا بھی ہوں اور بشارت دینے والا بھی.

اس عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ عبودیت کی تمام رسموں، جن کے ذریعہ سے لوگ عبادت کرتے آرہے ہیں مثلاً دعا، خوف، امید، نماز، روزہ، قربانی، نذر وغیرہ کو کمال محبت و سرافگندگی اور خوف و امید کے جذبہ کے ساتھ اللہ کے لئے خاص کردیا جائے. قرآن مجید کا بیشتر حصہ اسی بنیادی عقیدہ کی وضاحت میں نازل ہوا ہے. مثال

کے طور پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مبارک ملاحظہ ہو :-

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ

لہٰذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو، دین کو اسی کے لئے خاص کرتے ہوئے.

خبردار! دین خالص اللہ کا حق ہے.

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:- وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ

تیرے رب نے فیصلہ کردیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی.

اور یہ آیت کریمہ:-

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

اللہ ہی کو پکارو، اپنے دین کو اس کے لئے خالص کرکے. خواہ تمہارا یہ فعل کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو.

اور صحیحین میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں

نیز ایمان باللہ میں یہ داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو کچھ واجب اور فرض قرار دیا ہے. یعنی اسلام کے پانچ ظاہری ارکان. ان پر بھی ایمان لایا جائے. چنانچہ وہ یہ ہیں:-

کلمہ شہادت یعنی، اس بات کا اقرار کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں. اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور صاحب استطاعت کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا. ان کے علاوہ دوسرے فرائض جو شریعت مطہرہ میں ثابت ہیں، ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے. ان سارے ارکان میں سب سے اہم اور عظیم رکن اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں.

لا الہ الا اللہ کے اقرار کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کردیا جائے اور اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کی جائے۔ یہی معنی ہیں لا الہ الا اللہ کے. کیوں کہ لا الہ الا اللہ کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں. لہٰذا اللہ کے سوا جس کی بھی عبادت کی جائیگی خواہ وہ انسان ہو یا فرشتہ، جن ہو یا کچھ اور، باطل قرار قرار پائے گی کہ معبود برحق بس اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے.

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:-

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ

یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہ سب باطل ہیں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں.

اس سے پہلے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن اور انسانوں کو اپنی عبادت کے عظیم مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور اسی کے لئے اپنے رسول بھیجے، اور کتابیں نازل کیں. لہٰذا خوب غور کرکے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے تاکہ واضح ہوجائے کہ اس اہم ترین اساسِ دین کے بارے میں کس طرح آج اکثر مسلمان انتہائی خطرناک حد تک جہالت کا شکار ہوچکے ہیں. یہاں تک کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہرالیا اور اس کے مخصوص حقوق میں غیر اللہ کو شامل کردیا.

فاللہ المستعان!!

ہماری ایمانی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اس کائنات کا خالق اور مدبّر سمجھیں، جیسا کہ وہ ہے اور اپنے علم و قدرت کی بنیاد پر جس طرح چاہتا ہے خود سارے معاملات کا انتظام فرماتا ہے، دنیا و آخرت اور سارے جہانوں کا مالک ہے، اُس کے علاوہ کوئی خالق اور پروردگار نہیں ہے، اس نے اپنے بندوں کو دنیا و آخرت کی اصلاح اور نجات و کامرانی کی راہ دکھانے کے لئے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں. ان ساری باتوں میں اللہ کا کوئی شریک نہیں. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾

اللہ ہر چیز کا خالق اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٤﴾

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اپنے عرش پر جلوہ فرما ہوا۔ جو رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن رات کے لئے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کئے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار ہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔

ایمان باللہ کے مفہوم میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ اور اعلیٰ صفات جن کا قرآن پاک میں ذکر آیا ہے، اور وہ رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، ان سب پر رد و بدل یا ان کی کیفیت کا تعین یا ان کو کسی اور چیز سے مشابہ قرار دینے کے بغیر ایمان لایا جائے۔ ہم پر واجب ہے کہ ان صفات پر اسی طرح ایمان لائیں جس طرح یہ وارد ہوئی ہیں۔ یہ صفات جن عظیم اور اعلیٰ معانی پر دلالت کرتی ہیں، ان پر ایمان لایا جائے۔

اس لئے کہ وہ اللہ کی صفات ہیں. ہم پر لازم ہے کہ ان صفات سے اللہ تعالیٰ کو متصف سمجھیں، جس طرح وہ اس کی ذات پاک کے لئے موزوں اور اس کے شایان شان ہیں. اور اس کی مخلوقات کی کسی صفت سے مشابہ نہ ہوں. جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿١١﴾

کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں. اور وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے.

ایک اور جگہ فرمایا: -

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٧٤﴾

پس اللہ کے لئے مثالیں نہ گھڑو، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام اور دین حق کی اتباع میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے حضرات تابعین کا یہی عقیدہ رہا ہے. جیسا کہ امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المقالات عن اصحاب الحدیث واہل السنۃ" میں بیان کیا ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے اہل علم و حضرات نے بھی لکھا ہے. امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ امام زہریؒ اور مکحولؒ سے اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق وارد ہونے والی آیتوں کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے کہا. ان آیات کو، جس طرح وہ نازل ہوئی ہیں، اسی طرح رہنے دو۔ ولید

ابن مسلمؒ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ لیث ابن سعد، سفیان ثوری رحمہم اللہ سے اللہ تعالیٰ کی صفات سے متعلق وارد نصوص شرعیہ کے بارے میں دریافت کیا گیا. تو ان سب نے جواب دیا کہ ان کو کیفیت و کنہ جانے کے بغیر اس طرح تسلیم کرلو جس طرح یہ وارد ہوئی ہیں۔ امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ "جب ہمارے درمیان تابعین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، ہم کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے. نیز صفات الٰہی کے متعلق وارد احادیث پر بھی ہم ایمان رکھتے تھے۔ جب امام مالکؒ کے شیخ حضرت ربیعہ ابن ابو عبدالرحمٰن سے "استواء" کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ "زبان میں استواء کوئی غیر معروف چیز نہیں. مگر اس کی کیفیت کا تعین کرنا عقل کی دسترس سے باہر ہے. البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک پیغام ہے جو رسول کے لیے اس کو اچھی طرح پہنچادینا واجب، اور ہمارے لئے اس کی تصدیق کرنا لازم ہے. اسی طرح جب امام مالکؒ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا. تو انہوں نے فرمایا "استواء معلوم ہے مگر اس کی کیفیت مجہول ہے. اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے" پھر آپ نے سائل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا. میرا خیال ہے کہ تم شرپسند آدمی ہو. یہ کہتے ہوئے اسے مجلس سے نکلوادیا. اسی طرح کی بات ام المومنین

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

امام عبداللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا۔ ہم اپنے رب کو اس حیثیت سے جانتے ہیں کہ وہ اپنی مخلوق سے جدا آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے۔ اس سلسلہ میں ائمہ کرام کے بکثرت اقوال موجود ہیں جن کا یہاں احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں جوعلماء کی زیادہ نقول اور روایات سے واقف ہونے کا خواہاں ہو، اس کو چاہیے کہ اس موضوع پر علمائے حدیث کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ مثلاً "کتاب السنۃ" مصنفہ عبداللہ ابن الامام احمد بن حنبلؒ اور امام جلیل محمدابن خزیمہ کی کتاب "التوحید" اور امام ابوالقاسم اللالکائیَ الطبری کی تصنیف "السنۃ" نیز امام ابوبکر ابن ابوعاصم کی کتاب "السنۃ" اور امام ابن تیمیہؒ کا وہ جواب جو انہوں نے اہل حماہ کے لئے تحریر کیا تھا۔ یہ نہایت وقیع اور بے حد مفید جواب ہے۔ اس میں امام رحمۃ اللہ علیہ نے اہل السنت کے عقیدہ کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور ائمہ اہل السنت کے اقوال کثرت سے نقل کئے ہیں۔ اور بہت زیادہ شرعی اور عقلی دلائل کے ذریعہ اہل السنت کے عقیدہ کی حقانیت کو ثابت کیا ہے اور مخالفین کے اقوال کا باطل ہونا واضح کیا ہے۔ اسی طرح ان کا " تدمریہ" نام کا رسالہ جس میں انہوں نے قدرے تفصیل سے اہل السنت کے عقیدہ کو شرعی اور عقلی دلائل سے مزیّن

کیا ہے اور مخالفین کی تردید اس طرح کی ہے کہ کوئی بھی صاحب علم جو نیک ارادہ اور طلب حق کے جذبہ سے اس کتاب کو پڑھے گا اس کے سامنے حق واضح اور باطل پسپا اور سرنگوں ہوجائے گا. ہر وہ شخص جو اسماء و صفات کے بارے میں اہل السنت کے عقیدہ کی مخالفت کرے گا، لازمی طور پر وہ نقلی اور عقلی دلائل کی بھی مخالفت کرے گا. اور اس کے ساتھ ساتھ جن باتوں کا وہ اثبات کرے گا اور جن کی نفی کرنے گا، ان میں واضح تناقض کا شکار ہوگا (یعنی اللہ کی ذات و صفات کے متعلق.)

اہل سنت نے تشبیہ و تمثیل کے بغیر اوراللہ کی ذات کو مخلوق کے مشابہ ہونے سے منزّہ قرار دیتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی صفات لامحدود کو اس کی کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ امور کے مطابق تسلیم کیا ہے۔ اہل سنت کے عقائد سے اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہ تو تعطّل واقع ہوتا ہے اور نہ وہ اس بارے میں کسی تناقض کا شکار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ادلّہ شرعیہ کو بروئے کار لانے میں کامیاب ہوئے. اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے ان لوگوں کے بارے میں، جو انبیاء کے لائے ہوئے حق کو مضبوطی سے پکڑے رہتے ہیں اور اس راہ میں اپنی ساری کوششیں صرف کرتے ہیں اور اس کی طلب میں اللہ تعالیٰ کے لئے وہ مخلص ہوجاتے ہیں. اللہ

تعالیٰ انہیں حق کی توفیق دیتا ہے اور اس کے دلائل کو ان کے سامنے بالکل واضح کردیتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ

مگر ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا سر توڑ دیتی ہے اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے مٹ جاتا ہے۔

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا

جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات (عجیب سوال) لے کر آئے اس کا ٹھیک جواب بروقت ہم نے تمہیں دیدیا اور بہترین طریقہ سے بات کھولدی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور تفسیر میں آیت کریمہ:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ

(درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر اپنے عرش پر جلوہ فرما ہوا)۔

کی تفسیر میں اس مسئلہ پر بڑی اچھی بات لکھی ہے۔ اس کے زبردست فائدے کے پیش نظر ضروری ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ نقل کردوں۔ امامؒ نے فرمایا:-

"اس مسئلہ میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں۔ اس جگہ ان کی

تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی. بہرحال ہم تو اس مسئلہ میں سلف صالح کی راہ پر چلیں گے. مثلاً امام مالکؒ امام اوزاعیؒ امام ثوریؒ امام اسحٰق بن راہویہ رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ اسلام جن کی امامت و جلالت پہلے کی طرح آج بھی مسلم ہے. ان کا مذہب یہ ہے کہ ان صفات کو تشبیہ و تعطیل اور کیفیت کی تعیین کے بغیر اسی طرح تسلیم کرلیا جائے جس طرح کہ وہ وارد ہوئی ہیں۔"

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی شے اس کے مشابہ نہیں ہے اور فرقہ مشبہین نے اللہ تعالیٰ کی ذات میں تشبیہی صفات کے ساتھ شکوک و شبہات کا اظہار کیا جبکہ کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے. لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾

حقیقت تو یہ ہے، جیسا کہ بعض ائمہ اسلام مثلاً امام بخاری کے شیخ نعیم ابن حماد الخزاعیؒ نے فرمایا "جس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دی، وہ کافر ہوگیا. اور جس نے ان صفات کا انکار کیا جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو متصف قرار دیا ہے وہ بھی کافر ہے"

جن صفات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو متصف قرار دیا، اس میں تشبیہ نہیں ہے۔ پس جس نے آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ میں جو کچھ اللہ تعالیٰ کے متعلق وارد ہوا ہے، اس کو اللہ جل شانہ کے شایان شان تسلیم کرلیا.

اور تمام نقائص سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو منزّہ قرار دیا، بے شبہ اس کو ہدایت کا راستہ مل گیا۔

رہا فرشتوں پر ایمان تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو ان پر اجمالی ایمان، اور دوسرا تفصیلی۔ ایک مسلمان اجمالی طور پر اس بات پر ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جن کو اس نے اپنی طاعت و فرمانبرداری کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بتایا ہے کہ وہ برگزیدہ بندے ہیں اور کسی بات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتے۔ بلکہ ہمیشہ اللہ کے تابع فرمان رہتے ہیں۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴿٢٨﴾

جو کچھ ان کے سامنے ہے، اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ باخبر ہے۔ وہ کسی کی سفارش نہیں کرتے سوائے اس کے، جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو اور وہ اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔

ان کے مختلف درجات ہیں۔ کچھ تو وہ ہیں جو عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو جنت و جہنم کی نگرانی پر مامور ہیں۔ اور کچھ بندوں کے اعمال کا ریکارڈ تیار کرنے میں مصروف ہیں۔

اور ان فرشتوں پر تفصیلی ایمان رکھیں گے جن کا اللہ نے یا اس کے رسول نے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جیسے جبرئیل، میکائیل،

مالک یعنی داروغہ جہنم، اسرافیل جو نفخ صور کے لئے مامور ہیں. ان کا احادیث صحیحہ میں ذکر آیا ہے. صحیح حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں. جن آگ کی لو سے. اور آدم جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے اس کا تمہیں پتہ ہے. اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی جامع صحیح میں روایت کیا ہے.

اسی طرح ایمان بالکتب کے بارے میں اجمالی طور پر یہ ایمان رکھنا ضروری ہے کہ حق کی تعلیم دینے اور اس کی دعوت و تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل پر کتابیں نازل کی ہیں. جیسا کہ اس کا ارشاد ہے:- لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں.

اور اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:- كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ

ابتدا میں سب لوگ ایک ہی طریقہ پر تھے (پھر یہ حالت باقی نہ

رہی اور اختلافات رونما ہوئے) تب اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجے جو راست روی پر بشارت دینے والے اور کجروی کے نتائج سے ڈرانے والے تھے. اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل کی تاکہ حق کے بارے میں لوگوں کے درمیان جو اختلافات رونما ہوگئے، ان کا فیصلہ کرلے۔

اور ان کتابوں پر ہم مفصل ایمان رکھتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام کے ساتھ ذکر کیا ہے. مثلاً تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید. ان میں قرآن سب سے افضل اور آخری کتاب ہے. وہ ان تمام سابق کتابوں پر نگران اور ان کی تصدیق کرنے والا ہے. اس کا اتباع کرنا تمام امت پر فرض ہے. قرآن پاک اور اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ احادیث صحیحہ کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جن اور انسانوں کی طرف اپنا رسول بناکر بھیجا ہے اور آپ پر یہ قرآن پاک نازل کیا ہے تاکہ وہ لوگوں کے درمیان فیصل اور حکمران بنے. اللہ تعالی نے قرآن مجید کو دلوں کے لئے باعث شفاء، ہر معاملہ کا عقدہ کشا، اور اہل ایمان کے لئے سرتاپا ہدایت و رحمت بناکر نازل کیا ہے.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:-

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

اور اس طرح یہ کتاب ہم نے نازل کی ہے ایک برکت والی کتاب، پس تم اس کی پیروی کرو اور تقویٰ کی روش اختیار کرو بعید نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور فرمایا:-

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾

ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جنھوں نے سر تسلیم خم کردیا ہے۔

اور مزید فرمایا:- قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

اے محمدؐ! کہو کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین و آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر، اسکے بھیجے ہوئے نبی امی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اس کی۔ امید ہے کہ تم راہ راست پالوگے۔

اس مفہوم کی آیتیں کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔

اسی طرح انبیاء پر بھی مجمل اور مفصل ہر دو طریقہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مجملاً یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ڈرانے اور خوشخبری دینے اور ان کو حق کی طرف بلانے کے لئے اپنے رسول بھیجے۔ پس جس نے ان کی دعوت پر لبیک کہا، وہ سعادت مند اور فائز المرام ہوا۔ اور جس نے ان کی مخالفت کی، ناکامی و حسرت اس کا مقدر بنی۔ ان انبیاء میں سب سے افضل اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کردیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

مزید فرمایا:-

رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ

یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کردینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت نہ رہے۔

مزید ارشاد فرمایا:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں. مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں.

ان انبیاء اور رسولوں میں سے اللہ تعالیٰ نے جن کا ذکر کیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن کا نام لینا ثابت ہے ان پر تفصیل و تعیین کے ساتھ ایمان لائیں گے. جیسے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے علاوہ دوسرے انبیاء کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ و التسلیم، جن کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے.

موت کے بعد پیش آنے والے تمام امور غیب جن کی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی ہے، ان سب پر ایمان لانا، ایمان بالآخرت میں شامل ہے مثلاً قبر کی آزمائش اور اس کا عذاب و راحت، قیامت کے روز پیش آنے والی شدید ہولناکیاں، پل صراط، میزان، حساب و کتاب، جزا و سزا، اور لوگوں کے درمیان نامہ اعمال کی تقسیم، اور کچھ لوگوں کا انہیں داہنے ہاتھ میں لینا، اور کچھ لوگوں کا بائیں ہاتھ یا پیٹھ کے پیچھے سے لینا.

نیز ایمان بالآخرت میں حوض کوثر جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے روز عطا ہونے والا ہے، پر ایمان لانا بھی شامل ہے، جنت و جہنم پر ایمان لانا بھی ایمان بالآخرت کا جز ہے. اہل

ایمان کا اپنے رب جل شانہ، کو دیکھنا اور اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ بات کرنا۔ اور ان سب کے علاوہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ کے ذریعہ سے احوال قیامت کے متعلق جو کچھ ثابت ہے، ان سب پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا ضروری ہے، جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے ان کے بارے میں بتایا ہے۔

قضا و قدر پر ایمان رکھنا چار باتوں کو مستلزم ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ ہوچکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے، اللہ کو اس کا علم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے جملہ احوال کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔ ان کے رزق، ان کی عمریں اور ان کے سارے اعمال اور دوسرے تمام امور کا اس کو مکمل علم ہے اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:- اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾

درحقیقت اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:-

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔

دوسری چیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور جو کچھ مقدر فرمایا ہے، سب کو نوشتہ تقدیر میں لکھ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۖ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ ﴿٤﴾

زمین ان کے جسم میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب میں سب کچھ محفوظ ہے.

مزید ارشاد ہے:-

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ﴿١٢﴾

اور ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر رکھا ہے.

اور فرمایا:- أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ

إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾

کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے؟ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے. اللہ کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہیں.

تیسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت بہرحال نافذ ہو کر رہتی ہے، پس وہی کچھ ہوا ہے جو اللہ نے چاہا ہے اور جو اللہ نے نہیں چاہا، وہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ﴿١٨﴾

اللہ تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور فرمایا:-

إِنَّمَآ أَمْرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝

وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔

اور مزید ارشاد ہے:-

وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝

اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات کو وجود بخشا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی خالق اور پروردگار نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:-

ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝

اللہ ہر چیز کا خالق اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔

اور فرمایا:- يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱذْكُرُوا۟ نِعْمَتَ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ

هَلْ مِنْ خَٰلِقٍ غَيْرُ ٱللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝

لوگو! تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں، انہیں یاد رکھو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ آخر تم کہاں سے دھوکہ کھا رہے ہو۔

پس اہل سنت کے نزدیک ایمان بالقدر ان چاروں باتوں پر

مشتمل ہے۔ اہل بدعت کے برعکس، جو ان میں سے بعض امور کا انکار کرتے ہیں۔

ایمان باللہ کے سلسلہ میں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اس میں اس بات پر ایمان بھی شامل ہے کہ ایمان قول اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے جو طاعت و فرمانبرداری سے بڑھتا اور گناہ و معصیت سے گھٹتا ہے۔ اور یہ کہ کفر و شرک کے علاوہ کسی گناہ کی وجہ سے کسی مسلمان کی تکفیر جائز نہیں ہے۔ مثلاً زنا، چوری، سودخوری، شراب نوشی، نشہ بازی، والدین کی نافرمانی اور ان کے علاوہ دوسرے کبیرہ گناہ۔ جب تک کہ وہ اس کو حلال نہ سمجھ لے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں، وہ جس کے لئے چاہتا ہے معاف کردیتا ہے۔

چنانچہ احادیث متواترہ کے ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ بالآخر اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو جہنم سے نکال دے گا، جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

ایمان باللہ میں یہ بات بھی داخل ہے کہ محض اللہ کے لئے محبت کی جائے اور اسی کے لئے کسی سے بغض رکھا جائے۔ اور دوستی

و دشمنی صرف اسی کے لئے ہو. ایک سچا مومن اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے، ان سے محبت کرتا ہے، کفار سے بغض رکھتا ہے اور ان سے دشمنی کرتا ہے. اس امت کے تمام مومنوں کی صف اول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام ہیں. اہل السنت ان سے محبت رکھتے ہیں، ان کو دل سے چاہتے ہیں. اور اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ انبیاء کے بعد وہ بہترین انسان ہیں.

اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم

یعنی تمام صدیوں میں سب سے بہتر صدی ہماری ہے. اس کے بعد جو لوگ ہوں گے پھر اس کے بعد جو لوگ ہوں گے.

نیز اہل السنت اس بات کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان ذوالنورین، پھر حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ ان کے درمیان آپس میں جو اختلافات رونما ہوئے، ان کے بارے میں اہل السنت نے سکوت اختیار کرنے کا موقف اپنایا ہے. ان کا خیال ہے کہ انہوں نے اجتہاد سے کام لیا تھا. لہٰذا جن کا اجتہاد صحیح تھا ان کو دوہرا اجر اور جن کا اجتہاد صحیح نہ تھا ان کو ایک اجر ملے گا.

اسی طرح اہل السنت مومن اہل بیت سے محبت رکھتے اور ان سے انتہائی اپنائیت اور انس محسوس کرتے ہیں. ان کے دل میں تمام ازواج مطہرات سے بھی تعظیم و احترام کا جذبہ ہے وہ ان کو تمام اہل ایمان کی مائیں سمجھتے ہیں. اور ان سب کے لئے اللہ سے رضا طلبی کی دعا کرتے ہیں۔ روافض، جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے ہیں، ان سے اظہار براءت کرتے ہیں اور اہل بیت کی محبت میں غلو سے کام لیتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام بخشا ہے وہ انہیں اس سے بھی زیادہ درجہ دیتے ہیں۔ اور اسی طرح نواصب، جو کسی قول یا عمل سے اہل بیت کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اہل السنت ان کے طریقہ سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

اس مختصر سی تقریر میں جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہی صحیح اسلامی عقیدہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے. یہی فرقہ ناجیہ یعنی اہل السنت کا عقیدہ ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:-

لا تزال طائفته من امتي على الحق منصورة لايضر هم من خذلهم حتى ياتي امرالله.

میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جس کو اللہ کی تائید حاصل ہوگی۔ لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ تا آنکہ اللہ کا حکم آن پہنچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں فرمایا:-

إفترقت اليهود على احدى وسبعين فرقة و افترقت النصارى على ثنتين و سبعين فرقة و ستفترق هذه الأمة على ثلاث و سبعين فرقة كلها في النار إلا واحدة فقال الصحابة من هي يا رسول الله؟ قال من كان على مثل ماأنا عليه و أصحابي.

یہود اکہتّر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور نصاریٰ بہتّر فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتّر فرقوں میں منقسم ہوجائے گی، سب کے سب دوزخی ہوں گے سوائے ایک کے، صحابہ نے عرض کیا۔ وہ کون سا فرقہ ہوگا؟ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا۔

یہی وہ عقیدہ ہے جس پر ہمیشہ مضبوطی سے قائم رہنا اور اس کی خلاف ورزی سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

جو لوگ اس عقیدہ صحیحہ سے منحرف ہیں اور دوسری راہ پر گامزن ہیں، ان کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان میں سے کچھ تو بتوں،

مورتیوں، فرشتوں، ولیوں، جنوں، درختوں اور پتھروں وغیرہ کی پرستش کرتے ہیں۔ انہوں نے انبیاء و رُسل کی دعوت کو سرے سے قبول ہی نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت کی اور اس کے متعلق حریفانہ و معاندانہ موقف اختیار کیا جس طرح قریش اور عربوں کے مختلف گروہوں کا ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت حق کے ساتھ رویہ رہا. وہ اپنی حاجت روائی کی دعا اپنے معبودان باطل سے کرتے تھے. مریضوں کو شفا بخشنے، اور دشمنوں پر غلبہ عطا کرنے کی بھی دعائیں ان سے کرتے تھے. ان کے لئے قربانیاں اور نذرانے پیش کرتے تھے. لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے روکا اور عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کردینے کا حکم دیا، تو ان کو یہ بات عجیب سی لگی اور انہوں نے کہا. جیسا کہ ان کی زبانی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:-

اجعل الالهة إلها واحدا ان هذا لشي عجاب

کیا اس نے سارے خداؤں کی جگہ بس ایک ہی خدا بناڈالا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے.

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر ان کو اللہ کی طرف بلاتے اور شرک سے ان کو ڈراتے رہے اور اپنی دعوت کی حقیقت ان کے سامنے بیان کرتے رہے. تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جن کو

چاہا، ہدایت بخشی۔ پھر آخر کار وہ فوج در فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام اور تابعین کی مسلسل دعوت و تبلیغ اور طویل جہاد کے بعد اللہ تعالیٰ کا دین سارے ادیان پر غالب آگیا. پھر حالات نے پلٹا کھایا اور جہالت نے خلق خدا کی اکثریت پر اپنا پنجہ گاڑا. یہاں تک کہ اکثر لوگ دین جاہلیت کی طرف لوٹ گئے. انبیاء اور اولیاء کے احترام و تعظیم میں غلّو کرنے اور، ان سے دعائیں کرنے اور مدد طلب کرنے لگے۔ وہ ان جیسے بہت سے دوسرے مشرکانہ امور میں مبتلا ہوگئے۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کے مطلب کو فراموش کردیا. اور اس کواس طرح نہیں سمجھا جیسا کہ کفار عرب نے سمجھا تھا. واللہ المستعان

یہ شرک برابر لوگوں میں پھیلتا رہا اور آج تک پھیل رہا ہے اس کا سبب جہالت کا غلبہ اور عہد نبوت سے دوری ہے.

آج کے مشرکین کو بھی وہی شبہہ لاحق ہے جو زمانہ جہالت کے مشرکین کا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے یہ (معبودانِ باطل) تو اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں۔ قرآن نے ان کا قول نقل کیا ہے:

ان کا یہ قول:-

مانعبدھم إلالیقربونا الی اللہ زلفی (الزمر-۳)

ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک

ہماری رسائی کرادیں.

اللہ تعالیٰ نے ان کا شبہہ رد کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کی، خواہ وہ کوئی ہو، تو وہ مشرک اور کافر ہوگیا.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:- وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کررہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع. اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں.

اس کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:- قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

اے نبی! ان سے کہو، کیا تم اللہ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمان میں جانتا ہے نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بالا و برتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں.

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتادیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کی، جیسے انبیاء و اولیاء وغیرہ کی، عبادت عین شرک اکبر ہے، خواہ اس کا ارتکاب کرنے والے اس کا کچھ اور نام رکھ دیں.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ

رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے فعل کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں.

اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:-

إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ

اللہ تعالیٰ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ فرمادے گا جس میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکرِ حق ہو.

پس اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ غیر اللہ سے دعا اور خوف و امید کے ذریعہ اس کی عبادت کرنا اللہ تعالیٰ سے کفر ہے. نیز اللہ تعالیٰ نے ان کے اس زعم کو جھٹلایا کہ ان کے معبودان باطل انہیں خدا سے قریب کرنے والے ہیں.

عصر حاضر میں مارکس و لینن اور دوسرے داعیان الحاد و کفر کے ملحد و پیروکار جن افکار و آراء کو اپنائے ہوئے ہیں وہ بھی مستلزم کفر، اور انبیاء علیہم السلام کے لائے ہوئے صحیح عقیدہ سے متصادم ہیں۔ خواہ وہ انکو اشتراکیت یا سوشلزم یا بعث ازم یا کسی اور نام سے یاد کرتے ہوں۔ اس لئے کہ ان ملحدوں کا بنیادی عقیدہ لا الہ والحیاۃ مادۃ ہے یعنی کوئی معبود نہیں اور مادّہ ہی زندگی ہے. نیز ان کے

بنیادی عقائد میں جنت و دوزخ اور تمام ادیان کا انکار شامل ہے۔ جو بھی ان کی کتابوں اور لٹریچر کا مطالعہ کرے گا اور ان کی حقیقت کا سراغ لگانے کی کوشش کرے گا، اس کو اس بات کا اچھی طرح یقین ہوجائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عقیدہ تمام آسمانی مذاہب کے منافی ہے اور اس کے ماننے والوں کو دنیا اور آخرت میں بدترین انجام کا سامنا کرنا ہے۔

بعض اہل تصوف و باطنیت کا ان کے مزعومہ اولیاء کے متعلق یہ عقیدہ بھی سراسر خلاف حق ہے کہ وہ تدبیر کائنات اور دنیا کے انتظامات میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ وہ اپنے ان معبودوں کو اوتاد، اغواث، اقطاب وغیرہ اور دوسرے خود ساختہ ناموں سے یاد کرتے ہیں. اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں یہ بدترین شرک ہے اور حق تو یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عربوں کے شرک سے بھی ان کا شرک بدتر ہے. اس لئے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت میں شرک کرتے تھے، اس کی ربوبیت میں شرک نہیں کرتے تھے. پھر ان کا شرک فراخی کے زمانہ تک محدود تھا اور تنگی و پریشانی کے وقت وہ عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کرلیتے تھے جیسا کہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾

جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرکے اس سے دعا مانگتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں بچاکر خشکی پر لے آتا ہے تو یکایک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تعلق ہے تو وہ اس کا اعتراف کرتے تھے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ جیسا کہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے!

اور فرمایا:- قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾

ان سے پوچھو کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس نظم عالم کی تدبیر کررہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ، کہو پھر تم (حقیقت کے خلاف چلنے سے) پرہیز کیوں نہیں کرتے۔

اس معنی کی آیات کثرت سے وارد ہوئی ہیں.

آج کے مشرکوں نے پہلے کے مشرکوں کے مقابلہ میں دو طریقوں سے اضافہ کیا. ایک تو بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شرک کیا ہے، دوسرے یہ کہ یہ لوگ تنگی و فراخی ہر دو حالت میں شرک کرتے ہیں جیسا کہ ہر وہ شخص یہ بات جانتا ہے، جس کو ان کے ساتھ رہنے اور ان کے حالات کے بارے میں جانچ پڑتال کرنے کا موقع ملا ہو۔ مصر میں حسین اور بدوی کی قبر، عدن میں عیدروس کی قبر، یمن میں ہادی کی قبر، شام میں ابن عربی اور عراق میں عبدالقادر جیلانی کی قبروں کے علاوہ دوسری مشہور قبروں پر جو کچھ کیا جاتا ہے، اس کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کس طرح عوام ان کے بارے میں غلو کا شکار ہوئے ہیں. اور اللہ تعالیٰ کے بہت سے حقوق میں ان قبروالوں کو شریک و سہیم بنالیا ہے. بہت کم لوگ ہیں جو عوام کو ان چیزوں سے روکتے ہوں اور ان کے سامنے توحید کی حقیقت بیان کرتے ہوں، وہ توحید، جس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے کے انبیاء مبعوث ہوئے ہیں. انا للہ و انآ الیہ راجعون۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے اور ان کے

درمیان داعیان حق کی تعداد میں اضافہ کرے اور مسلمانوں کے ارباب حل و عقد اور علماء کو اس شرک اور اس کے اسباب کے ازالہ اور اس کے خلاف جدوجہد کرنے کی توفیق عنایت فرمائے. بے شبہ اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا اور نہایت قریب ہے.

جہمیہ اور معتزلہ جو اللہ کی صفات کا انکار کرتے اور تمام صفات کمال سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو عاری اور معطل سمجھتے ہیں، ان کے ہم مسلک دوسرے اہل بدعت کے عقائد بھی اسماء و صفات کے متعلق صحیح عقیدہ اسلامی سے متصادم ہیں، جس کے نتیجہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات پاک کا معدوم اور جمادات و ناممکنات کی قبیل سے ہونا لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس نظریہ سے بلند وبرتر ہے۔

اسی طرح وہ لوگ بھی اس زمرہ میں شامل ہیں جو بعض صفات کا انکار کرتے ہیں۔ مثلاً اشاعرہ، جس بات سے بچنے کے لئے انہوں نے بعض صفات کی نفی اور ان کے دلائل کی تاویل کی تھی. دراصل ان کی بعض دوسری صفات کا اقرار کرنے سے وہی بات لازم آتی ہے۔ اس طریقہ سے انہوں نے عقلی اور نقلی دلائل کی مخالفت کی اور واضح تناقض کا شکار ہوئے خواہ ان صفات سے اللہ تعالیٰ کے کمال و عظمت

کی دلیل مہیا ہوتی ہو، مگر اہل سنت نے اللہ تعالیٰ کے حق میں ان اشیاء کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے جن کو خود اللہ نے یا اس کے رسولؐ نے باری تعالیٰ کے حق میں ثابت کیا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ ہونے سے منزّہ قرار دیا ہے. جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے معطل ہونے کا شائبہ تک نہیں پیدا ہوتا. اس طرح وہ سارے دلائل کو بروئے کار لانے میں کامیاب ہوئے اور ان میں سے کسی کی تاویل یا تحریف کی ضرورت محسوس نہیں کی اور اس تناقض سے بھی جس کا دوسرے لوگ شکار ہوئے، محفوظ رہے جیسا کہ اس سے پہلے یہ بات گزرچکی ہے. یہی راہ نجات ہے اور دنیا و آخرت کی سعادت و کامیابی اسی میں مضمر ہے۔ یہی وہ جادہ مستقیم ہے جس کو اس امت کے سلف صالحین اور ائمہ دین نے اختیار کیا۔ اس امت کے آخر میں آنے والوں کی اصلاح ممکن نہیں، اگر اصلاح ممکن ہے تو صرف اس ذریعہ سے، جس سے اس امت کے اگلے لوگوں کی اصلاح ہوئی تھی اور وہ ہے کتاب و سنت کا اتباع اور جو کچھ اس کے خلاف ہو اس کو ترک کرنا.

صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے وجوب اور اس کے دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کے اسباب کا بیان!

سب سے اہم ترین چیز جو ہر مکلف انسان پر واجب ہوتی ہے اور سب سے بڑا فرض جو اس پر عائد ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور وہ اللہ جو آسمانوں اور زمین اور عرش عظیم کا رب ہے جس نے اپنی کتاب میں فرمایا:- إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبٰرَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ

درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اپنے عرش پر جلوہ فرما ہوا جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کئے. سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار! اسی کی خلق اور اس کا امر ہے. بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار.

اور اپنی کتاب میں دوسری جگہ فرمایا کہ اس نے جن اور انسانوں

کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے:-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔

وہ عبادت جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے جن اور انسانوں کو پیدا فرمایا، یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف و اظہار کیا جائے۔ مختلف مراسم عبودیت کے ذریعہ۔ مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، رکوع و سجود، طواف، قربانی، نذر، خوف، امید، استغاثہ کرنا، مدد مانگنا، پناہ مانگنا اور دعا و عبادت کی دیگر قسمیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت تمام اوامر کی اطاعت اور نواہی سے اجتناب بھی اسی عبادت میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام جن اور انسانوں کو اسی عبادت کا حکم دیا اور اسی کی خاطر وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ اسی عبادت کی تفصیل بتانے، اس کی دعوت دینے اور اس کو صرف اللہ کے لئے خالص کردینے کی تعلیم دینے ہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاء اور رسول بھیجے اور اپنی کتابیں نازل کیں۔

ارشاد ربانی ہے:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۲۱﴾

لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ہیں ان سب کا خالق ہے۔ تمہارے بچنے کی توقع اسی صورت پر ہو سکتی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:-

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو مگر صرف اس کی، اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

اس آیت میں قضٰی کے معنی امر و اوصٰی کے ہیں یعنی حکم دیا اور وصیت کی۔ اور سورہ بیّنہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝

اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو، دین کو اس کے لئے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔

قرآن شریف میں اس معنی کی آیتیں بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

جو کچھ تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے تم کو روکے اس

سے رک جاؤ. اللہ سے ڈرو. اللہ سخت سزا دینے والا ہے.

اور مزید فرمایا:- يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں. پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیردو. اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو. یہی ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہے.

اور دوسری جگہ فرمایا:-

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی.

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کردیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو!

اور مزید فرمایا:-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾

ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے. پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو.

اور سورہ ہود کی ابتدا میں فرمایا:- الۤرٰ کِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝

الف، لام، را. فرمان ہے، جس کی آیتیں پختہ اور مفصل ارشاد ہوئی ہیں ایک دانا اور باخبر ہستی کی طرف سے کہ تم نہ بندگی کرو مگر صرف اللہ کی. میں اس کی طرف سے تم کو خبردار کرنے والا بھی ہوں اور بشارت دینے والا بھی.

یہ آیات محکمات اور اس مفہوم کی کتاب اللہ میں وارد دوسری آیتیں سب کی سب عبادت کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کردینے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں. یہی اصل دین ہے اور اسی پر ملت اسلامیہ کی اساس قائم ہے. جن اور انسانوں کی تخلیق میں یہی حکمت پوشیدہ ہے. اور انبیاء علیہم السلامؑ کی بعثت اور آسمانی کتابوں کے نازل کرنے کا یہی مقصد ہے. پس ہر ذی شعور انسان پر فرض ہے کہ وہ اس مسئلہ کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھے اور ہمیشہ ان چیزوں سے بچتا رہے اور ان سے چوکنا رہے، جن میں آج بہت سے نام نہاد مسلمان مبتلا ہیں. مثلاً انبیاء اور بزرگان دین کے احترام و تعظیم میں غلو کرنا، ان کی قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا اور ان کو مسجد

بنالینا، ان پر گنبد بنوانا اور ان اہل قبور سے دعائیں مانگنا، ان سے استغاثہ کرنا، ان کی پناہ چاہنا. ان سے اپنی مرادیں مانگنا، مصائب اور آفات کو دور کرنے کی دعا کرنا اور مریضوں کو شفا اور دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کی دعا کرنا. اور اس طرح شرک اکبر کی دوسری قسمیں اختیار کرنا.

مذکورہ بالا آیتوں میں جو کچھ بیان کیا گیا، اس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث سے ہوتی ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:-

عن معاذ رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال له اتدري ما حق الله على العباد و حق العباد على الله؟ فقال معاذ قلت الله و رسوله اعلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم حق الله على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيا. و حق العباد على الله أن لايعذب من لايشرك به شيا. (متفق عليه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. اے معاذ! تم جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ اور بندوں کا اللہ پر کیا حق! حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں. اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا بندوں پر یہ حق

ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو عذاب نہ دے، جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔

اور صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

من مات وهويدعو لله ندا دخل النار. (بخاري)

جس کو اس حالت میں موت آئی کہ وہ کسی دوسرے کو اللہ کا مدّمقابل سمجھ کر پکارتا تھا، تو وہ دوزخ میں داخل ہوگیا۔

اور صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ من لقى الله لا يشرك به شيا

دخل الجنة و من لقيه يشرك به شيا دخل النار. (مسلم)

جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا، کہ اس نے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھہرایا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جو اس حال میں ملا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تھا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگیا۔

اس مفہوم کی احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔

یہ نہایت بنیادی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے

نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید کی دعوت دینے اور شرک سے روکنے کے لئے ہی بھیجا تھا، چنانچہ جس چیز کی تبلیغ کے لئے آپ بھیجے گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تبلیغ کا حق ادا کردیا. اللہ کی راہ میں آپ کو بڑی سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں. مگر آپ اور آپ کے اصحاب کرام صبر و ثبات کے ساتھ برابر لوگوں کو حق کی طرف بلاتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے جزیرہ العرب کو تمام بتوں اور مورتیوں سے پاک کردیا. اور لوگ فوج درفوج دین میں داخل ہونے لگے. خانہ کعبہ کے ارد گرد اور اندر جو بت تھے ان کو توڑ دیا گیا. لات و عزیٰ اور منات کو پاش پاش کردیا۔ اسی طرح تمام قبائل عرب میں جو بت اور مورتیاں پائی جاتی تھیں سب کو نیست و نابود کردیا گیا. اللہ کے کلمہ کا بول بالا ہوا، اور پورے جزیرہ عرب میں اسلام کا غلبہ ہوگیا. پھر مسلمان جزیرہ عرب کے باہر اشاعت حق کی غرض سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے. اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنے ان خوش نصیب بندوں کو ہدایت بخشی، جن کے لئے یہ سعادت مقدر تھی۔ چہار دانگ عالم میں حق کا غلغلہ بلند اور انصاف کو عام کیا. اس طرح وہ دنیا کے سامنے ائمہ ہدایت، داعیان حق، عدل و انصاف کے نقیب اور اصلاح عالم کے علمبردار بن کر ظاہر ہوئے. اور انہی کے نقش قدم پر تابعین کرام چلتے رہے.

ان ہادیان دین اور داعیان حق نے بھی اللہ کے دین کی خوب خوب اشاعت کی. اور لوگوں کو اللہ کی وحدانیت کی دعوت دی. وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت سے بے پرواہ ہوکر اپنی جانوں اور مالوں سے راہ حق میں جہاد کرتے رہے. چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد و نصرت فرمائی اور ان کو دشمنوں پر غلبہ عطا کیا. اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا کہ :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴿٧﴾

اے لوگو، جو اللہ پر ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جمادے گا.

اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ:-

وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾

اللہ ضرور ان لوگوں کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے. اللہ بڑا طاقتور اور زبردست ہے. یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے. زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام معاملات انجام کار اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

پھر بعد میں لوگ بدل گئے اور آپس کے اختلافات نے ان کو

جہاد کے معاملہ میں تساہل اور کاہلی کا شکار کردیا۔ راحت اور دنیوی عیش و عشرت کو ترجیح دی جانے لگی۔ جس کی وجہ سے مسلم معاشرہ میں ہر قسم کی برائیوں اور منکرات نے سر اٹھایا۔ اور ان سے وہی محفوظ رہے جن کو اللہ تعالیٰ ہی نے اپنے فضل خاص سے محفوظ رکھا۔ پھر پاداش عمل کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت بھی بدل ڈالی اور دشمنوں کو ان پر مسلّط کردیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وماربك بظلام للعبيد (حم السجده ٤٦)

اور تیرا رب بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی۔

(اردو کے شاعر مولانا حالی نے اس مفہوم کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا)

پس تمام مسلمانوں پر عوامی اور حکومتی سطح پر فرض عائد ہوتا ہے

کہ وہ سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کریں اور صرف اسی کی مخلصانہ عبادت کریں۔ اللہ کے فرائض کی ادائیگی، محرّمات سے اجتناب اور باہم اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے تعاون اور تلقین کرنے میں ان سے جو کوتاہیاں اور غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، ان سے بارگاہ الٰہی میں توبہ و استغفار کریں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ شرعی حدود و قوانین کو نافذ کیا جائے اور ہر معاملہ میں شریعت کی حکمرانی کو بحال کیا جائے. اور اللہ کی شریعت کے مخالف تمام وضعی قوانین کو معطل کیا جائے اور فیصلہ طلبی کے لئے ان کی طرف ہرگز رجوع نہ کیا جائے. تمام مسلم عوام کو اللہ کی شریعت کا پابند بنایا جائے. نیز علماء کرام پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو دین کی صحیح تعلیمات سے آشنا کریں اور ان کے اندر اسلامی شعور بیدار کریں. اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کریں. اور امر بالمعروف والنّہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں اور حکّام کو بھی اس پر آمادہ کریں.

اس کے ساتھ ساتھ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ تخریب پسند نظریات و افکار جیسے اشتراکیت، بعث ازم، قومیت اور ان کے علاوہ دوسرے شریعت کے مخالف افکار و مذاہب کا قلع قمع کرنے کی بھر

پور کوشش کی جائے۔ یہی وہ واحد طریقہ ہے جس کو اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالتِ زار کو بہتر بنائے گا، ان کی متاع گم گشتہ ان کو واپس لوٹا دے گا اور دشمنوں پر غلبہ عطا کرکے ان کی عظمت رفتہ سے دوبارہ ان کو سرفراز فرمائے گا، زمین پر ان کو غلبہ و تمکن نصیب کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اس سے بڑھ کر راست گو اور کون ہوگا؟!

فرمایا:- وکان حقا علینا نصرالمومنین (الروم - ۴۷)
اور ہم پر یہ حق تھا کہ ہم مومنوں کی مدد کریں

نیز فرمایا:- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین پر خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بناچکا ہے۔ ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کردے گا جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی موجودہ حالت خوف کو امن سے بدل دے گا پس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جو اس کے بعد کفر کرے تو

ایسے لوگ فاسق ہیں۔

اور دوسری جگہ فرمایا:-

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴿٥١﴾
يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾

یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔ جب ظالموں کو ان کی معذرت کچھ بھی فائدہ نہ دیگی اور ان پر لعنت پڑے گی اور بدترین ٹھکانہ ان کے حصہ میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ارباب حل و عقد (سربراہ) اور عوام کی اصلاح فرمائے اور ان کی موجودہ حالت میں بہتر تبدیلی پیدا فرمائے۔ اور ان کو دین کی صحیح سمجھ عطا کرے، تقویٰ کی بنیاد پر ان کو متحد کردے اور سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا کرے، ان کے ذریعے حق کو غالب اور باطل کو سرنگوں کرے، سب کو نیکی اور تقویٰ کی راہ میں ایک دوسرے کا تعاون کرنے اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے اس کی آس لگائی جاسکتی ہے اور وہی اس پر قادر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ درود و سلام نازل کرے اپنے بندے اور سرور خلائق،

پیغمبر آخرالزماں ہمارے امام و آقا حضرت محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب پر اور آپ کی دکھائی ہوئی راہ حق پر چلنے والے ہر راہرو پر۔ آمین!

اسلام کی منافی چیزیں

ہر مسلمان بھائی کو یہ بات جاننی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام بندوں پر یہ واجب قرار دیا گیا ہے کہ وہ دین اسلام کو اپنائیں اور مضبوطی سے اس پر قائم رہیں۔ اس کی مخالف چیزوں سے ڈرتے اور ان سے بچتے رہیں۔ اسی بات کی دعوت دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی، وہ ہدایت یافتہ اور جس نے اس سے منہ موڑا وہ گمراہ ہوا۔ بہت سی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ارتداد کی طرف لے جانے والی چیزوں اور شرک و کفر کی دیگر قسموں سے آگاہ فرمایا ہے۔ علمائے کرام نے مرتد کے احکام کے ضمن میں وضاحت فرمائی ہے کہ اسلام کی ضد اور منافی بہت سے ایسے امور ہیں جن کا ارتکاب کرکے ایک مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور اس کے جان و مال کی حرمت ختم ہوجاتی ہے۔

ان منافی اسلام امور میں دس بہت زیادہ خطرناک اور کثیر الوقوع ہیں۔ میں یہاں ان کو مختصراً معمولی توضیحات کے ساتھ بیان کرتا ہوں، اس مقصد کے تحت کہ آپ ان کے ارتکاب سے بچتے رہیں اور دوسروں کو بھی ان سے بچنے کی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارتکاب سے ہمیں اپنی حفاظت اور امان میں رکھے۔

اولاً : اسلام کی منافی چیزوں میں پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ

اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لئے چاہتا ہے معاف کردیتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝

جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

مُردوں سے دعائیں مانگنا، ان کی دہائی دینا، ان کے لئے نذریں ماننا اور قربانی پیش کرنا اس شرک میں داخل ہے۔

دوم : جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کچھ واسطے بنا لئے

اور ان سے دعائیں مانگیں اور ان سے شفاعت طلب کی اور اسی پر بھروسہ کیا، تو وہ بالاجماع کافر ہوگیا۔

سوم : جس نے مشرکوں کو کافر نہیں سمجھا، یا ان کے کافر ہونے میں شک کیا، یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھا تو وہ شخص کافر ہے۔

چہارم : جس نے یہ سمجھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کا طریقہ زندگی زیادہ مکمل اور جامع ہے، یا یہ عقیدہ رکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ حکمرانی سے بہتر اور کوئی طریقہ حکمرانی ہے تو وہ کافر ہے۔ مثلاً وہ لوگ جو طاغوتی نظام حکومت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ طریقہ حکمرانی پر ترجیح دیتے ہیں۔

پنجم : جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی چیز کو ناپسند کیا۔ خواہ اس پر وہ عمل ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ وہ شخص کافر ہوگیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝

کیونکہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے۔ لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال ضائع کردیئے۔

ششم : جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں کسی

امر کا یا اس کی جزا و سزا کا مذاق اڑایا اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :-

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

اے نبی، آپ کہہ دیجیے کہ کیا تم لوگ اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا مذاق اڑایا کرتے تھے؟ اب عذر لنگ نہ بیان کرو۔ تم لوگ ایمان کے بعد کافر ہوگئے۔

ہفتم : جادو، اپنی مختلف قسموں اور نوعیتوں کے ساتھ، مثلاً صرف (۱) اور عطف (۲) وغیرہ۔ پس جس نے جادو کیا، یا اس سے رضامند ہوا، وہ کفر کا مرتکب ہوگیا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:- وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ

وہ دونوں فرشتے جب بھی کسی کو تعلیم دیتے تھے تو پہلے صاف طور پر متنبّہ کردیا کرتے تھے کہ دیکھ! ہم محض ایک آزمائش ہیں۔ تو کفر میں مبتلا نہ ہو۔

---

(۱) صرف اس عملِ سحر کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ انسان کو اس کی پسندیدہ اور محبوب چیز کے بارے میں متنفر کردیا جاتا ہے۔ جیسے شوہر کے دل میں بیوی کی محبت کی جگہ بغض اور نفرت پیدا کرنا۔

(۲) عطف اس عمل سحر کو کہتے ہیں جس کے ذریعے شیطانی طریقوں سے آدمی کو اس کی ناپسند چیز کی طرف مائل کردیا جاتا ہے۔

ہشتم : مسلمانوں کے خلاف مشرکوں سے تعاون کرنا اور ان کو مدد بہم پہنچانا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:-

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥١

اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی انہی میں سے ہے۔ یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کردیتا ہے۔

نہم : جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ کچھ مخصوص افراد شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پابندی سے آزاد ہوسکتے ہیں۔ تو وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی بنیاد پر کہ:-

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٨٥

اس فرمانبرداری (اسلام) کے سوا جو شخص کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہے تو اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔

دہم : اللہ کے دین سے اعراض کرنا۔ وہ اس طرح کہ آدمی نہ اس دین کو سیکھتا ہو اور نہ اس پر عمل کرتا ہو۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:-

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝٢٢

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعہ سے نصیحت کی جائے اور پھر وہ ان سے منہ پھیر لے۔ ایسے مجرموں سے تو ہم انتقام لے کر رہیں گے۔

یہ تمام امور اسلام کی ضد اور منافی ہیں۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ کوئی شخص ان کا ارتکاب مذاقاً کرتا ہے یا سنجیدہ ہوکر۔ سوائے اس شخص کے جو اضطرار کی حد تک اس پر مجبور کردیا گیا ہو۔ یہ سب امور انتہائی خطرناک ہیں۔ پھر بھی بسا اوقات لوگ ان کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں لہٰذا ہر مسلمان کو اپنے حق میں ان چیزوں سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے۔

چوتھی قسم میں وہ شخص داخل ہے جس نے یہ سمجھا کہ انسان کے خود ساختہ نظام اور قوانین شریعت اسلامی سے بہتر ہیں۔ یا یہ عقیدہ رکھا کہ اسلامی شریعت اس بیسویں صدی کے لئے موزوں نہیں ہے۔ یا اس کو مسلمانوں کی پستی کا سبب سمجھتا ہو۔ یا اس کو بندہ اور خدا کے درمیان شخصی تعلق تک محدود تصور کرتا ہو۔ بغیر اس کے کہ دنیا کے دوسرے معاملات میں اس کا کوئی عمل دخل ہو۔ نیز اسی چوتھی قسم میں وہ بھی داخل ہے جس نے یہ سمجھا کہ چور کا ہاتھ کاٹنا اور شادی شدہ زنا کار کو سنگسار کرنے کا خدائی قانون عصر

حاضر کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اور ہر وہ شخص اس میں داخل ہے جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ معاملات اور تعزیرات میں اللہ کی شریعت کے علاوہ کسی اور نظام یا قانون کے ذریعہ سے فیصلہ کرنا جائز ہے۔ گو کہ وہ عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ وہ نظام قانون شریعت سے بہتر ہے اس لئے کہ درحقیقت وہ شخص اس طریقہ سے اس چیز کو عملاً جائز اور مباح ٹھہرا لیتا ہے جس کی حرمت دین اسلام میں ہے۔ مثلاً زنا، شراب نوشی، سود خوری اور شریعت کے علاوہ کسی اور نظام کے ذریعہ سے حکومت کرنا۔ لہٰذا ایسے آدمی کے کافر ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

ہم اللہ سے پناہ چاہتے ہیں ایسی چیزوں سے جو اس کے غضب اور اس کے دردناک عذاب کا سبب بنیں۔ اور درود و سلام نازل ہو خیر الخلائق اشرف الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

روي الامام أحمد - رحمه الله - في مسنده عن عقبة بن عامر الجهني - رضي الله عنه - عن النبي ﷺ قال :

« إذا رأيت الله يعطي العبد من الدنيا على معاصيه ما يحب فإنما هو استدراج ثم تلا رسول الله ﷺ ، فلما نسوا ما ذكروا به فتحنا عليهم أبواب كل شيء حتى إذا فرحوا بما أوتوا أخذناهم بغتة فإذا هم مبلسون ».

(الأنعام : ١٤٤)

[رواه الإمام أحمد في مسنده (٤/١٤٥) بإسناد جيد]

يهدى ولا يباع

الدال على الخير كفاعله

عند قراءتك لهذا الكتاب

يرجى إهدائه لغيرك